تقریر

تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

مکرمہ سیّدہ شوکت سلطانہ صاحبہ
حرم اوّل حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (الاحزاب:30)

یقیناً اللہ نے تم میں سے حُسنِ عمل کرنے والیوں کے لئے بہت بڑا اجر تیار کیا ہے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے "سیرت حضرت سیّدہ شوکت سلطانہ صاحبہ حرم اوّل حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ"

مکرمہ سیّدہ شوکت سلطانہ صاحبہ 1887ء میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد کا نام سیّد بشیر الدین صاحب تھا جو سکندرہ راؤ ضلع علی گڑھ کے رہنے والے تھے۔ والدہ کا نام رِفعتُ النساء بیگم صاحبہ تھا جو کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب کی بہن تھیں۔

آپ کی شادی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ سے 1906ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جانؓ کی تحریک پر ہوئی۔ آپ حضرت میر صاحبؓ کی پھوپھی زاد بھی تھیں۔ آپ حضرت ڈاکٹر صاحبؓ کی بڑی بیگم تھیں۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ خود بیان فرماتے ہیں کہ جب میری پہلی شادی کی تیاری ہوئی تو مَیں دہلی کے شفاخانہ میں ملازم تھا۔ مَیں پہلے اس جگہ راضی نہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ سے اس بارہ میں بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے ایک خط لکھا کہ اگر تمہیں یہ خیال ہو کہ لڑکی کے اخلاق اچھے نہیں ہیں تو پھر بھی اس جگہ کو منظور کر لو۔ اگر اس کے اخلاق پسندیدہ نہ ہوئے تو مَیں دعا کروں گا جس سے اس کے اخلاق درست ہو جائیں گے۔ حضورؑ نے اپنے مکتوب میں یہ بھی تحریر فرمایا:

"مَیں نے تمہارا خط پڑھا۔ چونکہ ہمدردی کے لحاظ سے یہ بات ضروری ہے کہ جو امر اپنے نزدیک بہتر معلوم ہو وہ پیش کیا جائے... یہ بات کہ سید بشیر الدین نے بڑی بد اخلاقی دکھلائی ہے۔ اس کا یہ جواب ہے کہ جو لوگ لڑکی دیتے ہیں، ان کی بد اخلاقی قابلِ افسوس نہیں۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ہمیشہ سے یہی دستور چلا آتا ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے اوائل میں کچھ بد اخلاقی اور کشیدگی ہوتی ہے اور وہ اس بات میں سچے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی جگر گوشہ لڑکی کو، جو نازونعمت میں پرورش پائی ہوتی ہے، ایک ایسے آدمی کو دیتے ہیں جس کے اخلاق معلوم نہیں اور وہ اس بات میں بھی سچے ہوتے ہیں کہ وہ لڑکی کو بہت سوچ اور سمجھ کے بعد دیں کیونکہ وہ ان کی پیاری اولاد ہے اور اولاد کے بارے میں ہر ایک کو ایسا ہی کرنا پڑتا ہے۔ اور جب تم نے شادی کی اور کوئی لڑکی پیدا ہوئی تو تم بھی ایسا ہی کروگے۔ لڑکی والوں کی ایسی باتیں افسوس کے لائق نہیں ہوا کرتیں۔ ہاں جب تمہارا نکاح ہو جائے گا اور لڑکی والے تمہارے نیک اخلاق سے واقف ہو جائیں گے تو وہ تم پر قربان ہو جائیں گے۔ پہلی باتوں پر افسوس کرنا دانائی نہیں۔ غرض میرے نزدیک اور میری رائے میں اس رشتہ کو مبارک سمجھو اور اس کو قبول کر لو اور اگر تم نے ایسا کیا تو مَیں بھی تمہارے لیے دعا کروں گا۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل روایت 809 صفحہ 737 از حضرت مرزا بشیر احمدؓ)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مکتوب سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپؑ بذات خود اس رشتہ کے کرانے میں کس قدر دلچسپی لے رہے تھے۔ خاندان کے تمام بزرگوں خصوصیت سے حضرت اماں جانؓ نے بھی ایک بہن ہونے کے حق کو نہایت عمدگی سے استعمال کرتے ہوئے حضرت میر صاحبؓ کو نہایت اخلاص اور محبت سے مشورے دیے اور شادی کے لیے حامی بھرنے کی پُرزور الفاظ میں بار بار تحریک کی۔ چنانچہ حضرت میر صاحبؓ نے کمال اطاعت سے کام لیتے ہوئے اپنی رضامندی دے دی اور اس طرح آپ کی شادی حضرت میر صاحبؓ سے ہوگئی۔

سامعین! آپ نے 4 اگست 1938ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ بہت صابر، شاکر، خوش خُلق اور ہر ایک ساتھ بہت محبت اور شفقت سے پیش آنے والی نہایت بزرگ خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں اور اوصاف کا مالک بنایا تھا۔ خدائی مقدرت کے ماتحت شادی کے گیارہ سال بعد تک بھی آپ کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ 1917ء میں حضرت ڈاکٹر میر صاحبؓ نے سیدہ امۃ اللطیف بیگم صاحبہ سے دوسری شادی کی جو کہ حضرت مرزا شفیع احمد صاحب کی بیٹی تھیں۔ ان کے بطن سے تین بیٹے اور سات بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

سیّدہ شوکت سلطانہ صاحبہ نے خود بے اولاد ہونے کے باوجود ان بچوں کو اپنے بچے سمجھا اور ان سب کی تربیت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بچے اپنی بڑی والدہ کو اچھی اماں اور اپنی حقیقی والدہ کو امّاں کہتے تھے۔ اُن کو بڑے ہونے کے بعد پتہ چلا کہ ان کو جنم دینے والی والدہ کون سی ہیں۔ اپنے برتاؤ اور حُسنِ سلوک سے گھر کو جنت کا نمونہ بنائے رکھا۔ حضرت میر صاحبؓ کی دونوں بیویوں کا آپس میں اس قدر حُسنِ سلوک تھا کہ دونوں آخر وقت تک ایک دوسرے کے ساتھ نہایت پیار اور محبت سے رہیں۔ زندگی بھر کبھی کوئی ایسا موقع پیدا نہیں ہوا کہ کسی بات پر ذرا سی بھی رنجش پیدا ہوئی ہو، آپس میں کوئی ناراضگی ہوئی ہو۔ دوسری واقف خواتین آپ دونوں کا حسنِ سلوک دیکھ کر عَش عَش کیے بغیر نہ رہتیں۔ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عزیز رشتہ دار ایسے ملے کہ یا جنت میں ہیں یا جنت میں جائیں گے۔ ہمسائے وہ ملے جو فرشتہ سیرت ہیں۔ بیویاں ہیں کہ تیس سال سے ایک نے دوسری کو تُو کہہ کر خطاب نہیں کیا۔

سامعین! حضرت اماں جانؓ کی اپنی تو کوئی بہن نہ تھی لیکن وہ اپنی تینوں بھابیوں سے سگی بہنوں کی طرح محبت کرتی تھیں اور وہ بھی آپؓ کی بے حد عزت و قدر کرتی تھیں۔

سیّدہ شوکت سلطانہ صاحبہ چونکہ حضرت اماں جانؓ کی پھوپھی کی بیٹی بھی تھیں تو دونوں میں بہت پیار اور محبت کا تعلق تھا۔ آپ حضرت اماں جانؓ کو آپا کہتی تھیں۔ حضرت اماں جانؓ اکثر آپ کے پاس آکر رہتی بھی تھیں۔ حضرت امّاں جانؓ اگر سفر اور سیر کو جاتیں تو اپنی بڑی بھاوج یعنی محترمہ شوکت سلطانہ صاحبہؓ کو ساتھ لے لیتی تھیں اور اپنے بھائی ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ سے فرماتیں کہ میاں شوکت کو مَیں ساتھ لے جا رہی ہوں تمہاری بیوی تمہارے پاس ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے کبھی انکار نہیں کیا تھا۔

حضرت چھوٹی آپا کی صاحبزادی محترمہ امۃ المتین صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ امّی کی پڑھائی کی وجہ سے چند سال مَیں نے ننھیال میں گزارے۔ وہاں سکول میں داخل ہوئی تو میرے جوئیں پڑ گئیں۔ ایک روز میری بڑی نانی (اچھی اماں) کنگھی سے میری جوئیں نکال رہی تھیں کہ اتنے میں حضرت اماں جانؓ آگئیں۔ آپؓ نے مجھ سے بڑی نانی کی جانب اشارہ کرکے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ مَیں نے کہا: اچھی امّاں۔ پھر آپؓ نے چھوٹی نانی کی جانب اشارہ کرکے کہا کہ یہ کون ہیں؟ مَیں نے کہا کہ امّاں۔ کہنے لگیں اگر یہ اچھی اماں ہیں تو وہ بُری امّاں ہیں۔ بعد میں اکثر مذاقاً مجھ سے پوچھتیں کہ کون کون ہے؟ مَیں جواب دیتی کہ اچھی امّاں اور بُری امّاں۔ چونکہ ان سب کا تعلق بہت گہرا تھا اس لیے کبھی کسی نے بُرا نہیں منایا۔

سامعین! محترمہ امۃ القدوس صاحبہ (اہلیہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب) بیان کرتی ہیں کہ جب کسی شرارت پر ڈانٹ پڑتی تو ہم روتے ہوئے اچھی امّاں کے پاس ہی جاتے۔ اچھی امّاں ہر روز حضرت امّاں جانؓ سے ملنے جاتی تھیں اور ہر جمعہ کی شام سارے بچوں کو لے کے حضرت امّاں جانؓ کو ملوانے جاتیں۔ ہم بچے جھجک کی وجہ سے بڑوں سے خود بات نہیں کرسکتے تھے اس لیے اچھی امّاں کے ذریعہ ہی مَیں نے حضرت اماں جانؓ سے قرآن مجید تبرکاً حاصل کیا جو ابھی تک میرے پاس ہے اور جس سے اب تک اڑھائی صد بچوں کو قرآن مجید پڑھا چکی ہوں۔

سیّدہ شوکت سلطانہ صاحبہ کی وفات 20 مارچ 1967ء کو ہوئی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 80 سال تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد اور بزرگانِ سلسلہ کے علاوہ ایک کثیر تعداد میں احبابِ جماعت نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ میں چار دیواری کے اندر حضرت میر صاحبؓ کی چھوٹی بیگم محترمہ سیّدہ امۃ اللطیف صاحبہ کے پہلو میں ہوئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 24 صفحہ 361)

مغفرت بے حساب ہو جائے
مرحمت لا جواب ہو جائے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)